فرانس اور جرمنی میں کسانوں کا سوال (1)

Peasent Question

in France and Germany

فریڈرک اینگلز

Friedrich Engels

Written: between November 15-22, **1894**;

First Published: in Die Neue Zeit, 1894-95;

اردو مارک اپ: ابن حسن

بورژوا اور رجعت پرست پارٹیوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہے کہ ہر جگہ اچانک تمام سوشلسٹوں میں کسانوں کا سوال اولین اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ ان کو تو تعجب ہونا چاہیئے کہ اس سوال کو بہت دن پہلے ہی کیوں نہیں زیر بحث لایا گیا۔ آئرلینڈ سے سسلی تک، اندلس سے روس اور بلغاریہ تک کسان آبادی، پیداوار اور سیاسی اقتدار کا بہت ہی لازمی عنصر ہے۔ اس سے مغربی یورپ کے صرف دو علاقے مستثنیٰ ہیں۔ خاص برطانیہ عظمیٰ میں بڑی بڑی زمینداریوں اور بڑے پیمانے کی زراعت نے خود کفیل کسانوں کی جگہ قطعی طور پر لے لی ہے۔ دریائے ایلبے کے مشرقی کنارے پر واقع پروشیا میں یہ عمل صدیوں سے کارفرما ہے۔ یہاں بھی کسان کو زیادہ سے زیادہ بے دخل کیا جا رہا ہے یا کم از کم اس کو معاشی اور سیاسی لحاظ سے پیچھے دھکیلا جا رہا ہے۔

☆ (لفظ Bauernlegen-gelegt جرمن تاریخ کی ایک اصطلاح ہے جس کس مطلب ہے 'کسانوں کی بے دخلی' ان کی ملکیت پر دوسرے کا قبضہ ___ اینگلز کی تصنیف کے ابتدائی حصے کے اپنے ترجمے میں لینن کا نوٹ)

سیاسی طاقت کے عنصر کی حیثیت سے کسان نے ابھی تک زیادہ تر بے اعتنائی دکھائی ہے جس کی جڑ دیہی زندگی کی علیحدی میں ہے۔ آبادی کے بہت بڑے حصے کی یہ بے اعتنائی نہ صرف پیرس اور روم میں پارلیمانی رشوت

ستانی کا بلکہ روسی جبر وتشدد کا بھی مضبوط ترین ستون بن گئی ہے۔لیکن یہ بے اعتنائی ایسی نہیں ہے جس کو دور نہ کیا جا سکے۔جب سے مغربی یورپ میں مزدور طبقے کی تحریک پیدا ہوئی ،خصوصاً ان حصوں میں جہاں زیادہ تر چھوٹے کسانوں کی اراضیات ☆ ہیں ، بورژوازی کے لئے یہ خاص کر آسان رہا ہے کہ کسانوں کے ذہن میں سوشلسٹ مزدوروں کی طرف سے ایسا شبہ اور نفرت پیدا کردے کہ partageux ہیں ، زمین کو تقسیم کرنے کے حامی ہیں ، ایسے لالچی اور کاہل شہر والے ہیں جو کسانوں کی ملکیت پر نگاہ رکھتے ہیں اور اس میں حصہ لگانا چاہتے ہیں۔فروری 1848 کے انقلاب کی موہوم سوشلسٹ تمناؤں کو فرانسیسی کسانوں کے رجعت پرست ووٹوں نے تیزی سے خاک میں ملا دیا۔سکون کے خواہاں کسان نے اپنی یادوں کے خزانے سے نپولین کی داستان نکالی جو کسانوں کا شہنشاہ تھا اور سلطنت ثانیہ بنا ڈالی (2)۔ہم سب جانتے ہیں کہ کسانوں کے اس واحد کارنامے کے لئے فرانس کے لوگوں کو کیا بھگتنا پڑا۔وہ اس کے اثرات میں ابھی تک مبتلا ہیں۔

لیکن جب سے بہت سی تبدیلیاں ہوئی ہیں ۔ پیداوار کی سرمایہ دارانہ شکل کی ترقی نے زراعت کی چھوٹی پیداوار کی رگ جان ہی قطع کر دی ہے اور یہ چھوٹی پیداوار لا علاج تباہی و بربادی میں مبتلا ہے ۔شمالی اور جنوبی امریکہ اور ہندستان کے بھی مقابلہ کرنے والوں نے اپنے سستے اناج سے یورپ کی منڈی اتنی بھر دی ہے کہ اناج کی پیداوار کرنیوالا کسان سبھی تباہی کو اپنی طرف جھپٹتے دیکھ رہے ہیں ۔اور چونکہ یہ دونوں زمین کے مالک اور دیہاتی لوگ ہیں اس لئے بڑے زمین دار چھوٹے کسان کے مفادات کے علمبر دار بن جاتے ہیں اور چھوٹے کسان زیادہ تر ان کو اپنا علمبر دار تسلیم کر لیتے ہیں۔

(☆ کسانوں کی نجی چھوٹی چھوٹی اراضیات۔تفصیل کے لئے دیکھئے ''18ویں برومیئر'')

اس دوران میں ایک طاقتور سوشلسٹ مزدور پارٹی پیدا ہوگئی ہے۔فروری انقلاب کے دور کی دھندلی پیش اندیشیاں اور خواہشیں اب صاف ہوگئیں اور انھوں نے ایک ایسے زیادہ وسیع اور گہرے پروگرام کی صورت اختیار کر لی جو سارے سائنسی تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور واضح اور ٹھوس مطالبات رکھتا ہے۔ جرمنی ، فرانس اور بلجیم کے پارلیمنٹوں میں برابر بڑھتی ہوئی سوشلسٹ نائبین کی تعداد ان مطالبات کے لئے لڑ رہی ہے۔اب سوشلسٹ پارٹی ، جو تمام دوسری پارٹیوں پر یہ فوقیت رکھتی ہے کہ وہ معاشی اسباب اور سیاسی نتیجوں کے درمیان تعلقات کو صاف طور پر دیکھ سکتی ہے اور مدتوں ہوئے اس نے بھیڑ کی کھال میں بھیڑیے یعنی بڑے زمیندار کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے جو کسان کا زبردستی دوست بنا ہوا ہے ، کیا یہ پارٹی بربادی کی طرف جاتے ہوئے کسان کو اس کے جھوٹے سرپرستوں کے رحم وکرم پر چھوڑ سکتی ہے ، یہاں تک کہ وہ صنعتی مزدوروں کا ناکارہ مخالف سے سرگرم مخالف بن جائے ؟ یہ بات ہمیں ٹھیک کسانوں کے سوال سے دوچار کر دیتی ہے۔

1

دیہی آبادی جس کی طرف ہم رجوع کر سکتے ہیں مختلف حصوں پر مشتمل ہے اور مختلف علاقوں میں بہت مختلف ہے۔

فرانس اور بلجیم کی طرح جرمنی کے مغربی حصے میں چھوٹی اراضیات والے کسانوں کی چھوٹی کاشتکاری ہے، جن کی اکثریت اپنی زمین کی مالک ہے اور اقلیت قطعات اراضی کو لگان پر لیتی ہے۔

شمال مغرب میں ___ نشیبی سیکسونیا اور شلیزویگ ہولشٹن میں زیادہ تر بڑے اور اوسط درجے کے کسان ہیں جن کا کام مردوں او عورتوں پر مشتمل زرعی نوکروں اور حتیٰ کہ روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے بغیر نہیں چل سکتا۔ یہی صورت باویریا کے ایک حصے کی بھی ہے۔

دریائے ایلبے کے مشرقی کنارے پر واقع پروشیا اور میکلین برگ میں بڑی بڑی زمینداریوں اور بڑے پیمانے کی کاشتکاری کے علاقے ہیں جہاں گھر اور کھیت کے مستقل ملازم اور روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدور ہیں اور کہیں کہیں چھوٹے اور اوسط درجے کے کسان بھی جو نسبتاً غیر اہم ہیں اور جن کا تناسب برابر کم ہوتا جا رہا ہے۔

وسطی جرمنی میں زرعی پیداوار اور ملکیت کی یہ تمام شکلیں مختلف تناسب میں مخلوط پائی جاتی ہیں۔ اس کا انحصار علاقے پر ہوتا ہے اور ان میں کوئی بھی شکل کسی بڑے علاقے پر حاوی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ مختلف رقبوں کی ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں زیر ملکیت یا لگانی آراضی خاندان کی کفالت کے لئے ناکافی ہے لیکن محض کسی گھریلو حرفت کو چالو کرنے کی بنیاد بن سکتی ہے جس سے یہ حرفت بہت ہی کم اجرت ادا کر کے سارے غیر ملکی مقابلے کے باوجود اپنی پیداوار کی مستقل فروخت کی ضمانت دار ہو سکتی ہے۔

ان میں سے دیہی آبادی کے کن تحتی حصوں کو سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اپنی طرف لا سکتی ہے؟ درحقیقت ہم اس سوال کا جائزہ عام طور پر لیں گے۔ ہم صرف واضح ترین شکلوں کو چنتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنی جگہ نہیں ہے کہ ہم درمیانی منازل اور مخلوط دیہی آبادی کے بارے میں غور کریں۔

آیئے، ہم چھوٹے کسان سے شروع کریں۔ نہ صرف یہ کہ وہ عام طور پر مغربی یورپ کے لئے سارے کسانوں سے زیادہ اہم ہے بلکہ وہ ایسی نازک نوعیت رکھتا ہے جس پر سارے سوال کا حل منحصر ہے۔ ایک بار ہمارے ذہن میں چھوٹے کسان کے متعلق رویہ صاف ہو جائے تو ہمیں وہ ساری معلومات مل جاتی ہیں جو دیہی آبادی کے دوسرے حصوں کے بارے میں ہمارے رویے کا تعین کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

یہاں چھوٹے کسان سے ہمارا مطلب ایسے قطعہ کے مالک یا لگان دار (خصوصاً مالک) سے ہے جو عام طور پر اتنا بڑا نہ ہو کہ اس کو کسان اور اس کا خاندان جوت نہ سکے اور اتنا چھوٹا بھی نہ ہو کہ وہ خاندان کی کفالت نہ کر سکے۔ یہ چھوٹا کسان، بالکل دستکار کی طرح ایسا محنت کش ہے جو موجودہ زمانے کے پرولتاریہ سے یوں مختلف ہے کہ وہ ابھی تک اپنی محنت کے آلات واوزار کا مالک ہے اور اسی لئے پیداوار کے ایک گذرے ہوئے طریقے کی باقیات میں سے ہے۔ اس میں اور اس کے جد کسان غلام، پابند کسان یا انتہائی استثنیٰ کی صورت میں لگان دینے والے اور جاگیردار کی خدمت کرنے والے آزاد کسان کے درمیان تہرا فرق ہے۔ اول تو یہ کہ فرانسیسی انقلاب نے اس کو جاگیردار کی خدمات اور ان واجبات سے چھٹکارا دلا دیا جو اسے جاگیردار کو دینی پڑتی تھیں، اور زیادہ تر صورتوں میں، کم از کم دریائے رائن کے بائیں کنارے پر اس کو فارم دے دیا جو اس کی اپنی ملکیت ہو گیا۔ دوسرے، یہ کہ وہ اس خود انتظامی برادری کی حفاظت سے محروم ہو گیا جس کا وہ ممبر ہوا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پرانی برادری کی زمین کو استعمال کرنے کے حق میں اپنے حصے سے بھی محروم ہو گیا۔ برادری کی زمین کا کچھ حصہ تو اس کا سابق زمیندار اڑا لے گیا اور کچھ اس روشن خیال نوکر شاہی قانون کے نذر ہو گیا جو رومن قانون کے نمونے پر بنایا گیا تھا۔ اس طرح موجودہ زمانے کا چھوٹا کسان اس امکان سے محروم ہو گیا کہ وہ اپنے کام کا جو جانوروں کو چارہ خریدے بغیر کھلا سکے۔ برادری کی زمین پر حق کھونے سے جو معاشی نقصان ہوا تھا وہ اس نفع سے کہیں زیادہ تھا جو جاگیردار کی خدمت کے خاتمے سے ملا تھا۔ ان کسانوں کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے جو اپنے کام کا جو مویشی نہیں رکھ سکتے۔ تیسرے، آج کا کسان اپنی پہلی والی پیداواری سرگرمی میں سے آدھی کھو چکا ہے۔ پہلے وہ اس کا خاندان اپنی پیدا کی ہوئی خام اشیا سے اپنی ضرورت کا زیادہ تر صنعتی سامان تیار کر لیتے تھے اور اس کی بقیہ ضرورت کی چیزیں گاؤں کے پڑوسی فراہم کرتے تھے جن کے یہاں کھیتی کے علاوہ کوئی حرفت بھی تھی۔ ان چیزوں کی قیمت زیادہ تر اشیا کے تبادے یا باہمی خدمات کے ذریعہ ادا کی جاتی تھی۔ خاندان اور اس سے زیادہ گاؤں خود کفیل معیشت تھی اور اس میں تقریباً کسی پیسے کی ضرورت نہ تھی۔ سرمایہ دارانہ پیداوار نے اپنے پیسے والی معیشت اور بڑے پیمانے کی صنعت سے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور اگر کسان کے وجود کے لئے برادری کی زمین پہلی بنیادی شرط تھی تو اس کی حرفتی سرگرمی دوسری ایسی شرط بن گئی ہے۔ اور اب کسان زیادہ سے زیادہ ڈوبتا جا رہا ہے۔ محصول، فصل کی خرابی، وراثت کی تقسیم اور مقدمے بازی کسانوں کو یکے بعد دیگرے سود خور مہاجن سے ہم آغوش کر رہی ہے۔ قرض کا بار زیادہ عام ہوتا جا رہا ہے اور اس کی رقم میں بھی ہر معاملے میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارے چھوٹے کسان کا بیڑا بھی، ماضی کے طریقہ پیداوار کی دوسری باقیات کی طرح، بری طرح غرق ہونے والا ہے۔ وہ مستقبل کا پرولتاریہ ہے۔

اس صورت میں کسان کو سوشلسٹ پروپیگنڈے پر کان دھرنا چاہئے ۔لیکن فی الحال اس کو وہ احساس ملکیت روکتا ہے جو اس کے رگ و پے میں سما گیا ہے ۔اس کے لئے اپنے قطعہ اراضی کو جو ادب میں پڑ گیا ہے بچانا جتنا ہی مشکل ہوتا جاتا ہے اتنا ہی بری طرح وہ اس سے چمٹتا ہے اور اتنا ہی زیادہ وہ سوشل ڈیموکریٹوں کو جو ملکیت اراضی کو پوری سماج کے حوالے کرنے کی باتیں کرتے ہیں سود خور مہاجن اور وکیل کی طرح اپنا دشمن سمجھتا ہے ۔سوشل ڈیموکریسی کو یہ تعصب کیسے ختم کرنا چاہئے؟ وہ خود اپنے ساتھ غداری کئے بغیر بربادی کی طرف جانے والے کسان کے لئے کیا کرسکتی ہے؟

یہاں ہمیں مارکسی رجحان والے فرانسیسی سوشلسٹوں کے زرعی پروگرام میں حمایت کا ایک عملی نکتہ ملتا ہے، ایسا پروگرام جو اس وجہ سے اور زیادہ توجہ کا باعث بن گیا ہے کہ وہ چھوٹی کسان معیشت کے کلاسیکی ملک سے آیا ہے۔

1892 میں مارسیلز کی کانگرس (3) نے پارٹی کا پہلا زرعی پروگرام منظور کیا۔اس میں بے آراضی زرعی مزدوروں (یعنی روزانہ اجرت پر کام کرنے والے اور مستقل ملازم مزدوروں) کے لئے یہ مطالبات کئے گئے تھے کہ ٹریڈ یونینوں اور برادریوں کی کونسلوں کی مقرر کی ہوئی کم سے کم تنخواہ ہو، دیہی دستکاروں کی عدالتیں ہوں جن میں آدھے مزدور لئے جائیں مشترکہ زمین کی فروخت کی ممانعت کر دی جائے اور ریاستی آراضی برادریوں کو لگان پر دی جائے جو یہ سب آراضی خواہ ان کی ملکیت میں ہو یا لگان پر ہو، مشترکہ کاشتکاری کے لئے آراضی زرعی مزدوروں کے خاندانوں کی انجمنوں کو اس ممانعت کے ساتھ دیں کہ وہ اس کاشتکاری میں اجرتی مزدوروں سے کام نہ لیں گے اور برادریاں اس پر اپنا کنٹرول رکھیں، بوڑھاپے اور کام سے معذوری کے لئے پنشن ہو جو بڑی زمین داریوں پر مخصوص محصول لگا کر دی جائے۔

چھوٹے کسانوں کے لئے جن میں لگان داروں اور بٹائی کے کاشتکاروں کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے پروگرام مطالبہ کرتا ہے کہ برادری اپنی مشینیں کھاد، نالیوں کے پائپ اور بیج وغیرہ کی خریداری اور پیداوار کو بیچنے کے لئے کسانوں کی کوآپریٹیو سوسائٹیاں بنائی جائیں، پانچ ہزار فرانک تک کی قیمت والی آراضی کی منتقلی کا ٹیکس ختم کیا جائے، آئرلینڈ کے نمونے کے ثالثی کمیشن مقرر کر کے بہت زیادہ لگان کی وصولی میں کمی کی جائے اور آراضی چھوڑنے والے لگان داروں اور بٹائی داروں کو آراضی کو زرخیز بنانے کا زیادہ معاوضہ دیا جائے، ضابطہ دیوانی کی دفعہ 2102 کالعدم قرار دی جائے جو قرض کے بدلے زمیندار کو فصل قرق کرنے کا حق دیتی ہے اور ساہوکار کا یہ حق بھی ختم کیا جائے کہ وہ کھڑی فصل پر قرقی سے مستثنیٰ کر دیا جائے جو کسان کے کاروبار کے لئے ضروری ہیں۔عام زرعی بندوست پر جو بہت زمانے سے فرسودہ ہو چکا ہے نظر ثانی کرے، آخر میں یہ کہ مفت زرعی تعلیم دی

جائے اور زرعی تجرباتی اسٹیشن قائم کئے جائیں۔

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کسانوں کے مفاد کیلئے جو مطالبات کئے گئے ہیں (وہ مطالبات جو مزدوروں کے مفاد کے لئے کئے گئے ہیں فی الحال ہمارا تعلق ان سے نہیں ہے) وہ زیادہ دوررس نہیں ہیں۔ ان میں کا کچھ حصہ دوسرے ملکوں میں پورا بھی ہو چکا ہے۔ ثالثی عدالتیں ٹھیک آئرلینڈ کے نمونے کی قائم کی گئی ہیں۔ رائن کے صوبوں میں کسانوں کی کوآپریٹو سوئٹیاں بھی گئی ہیں۔ زرعی بندوست پر نظر ثانی کی متواتر نیک خواہش پورے مغربی یورپ میں سب اعتدال پرست حتیٰ کہ نوکر شاہ تک بھی رکھتے ہیں۔ دوسرے نکات بھی موجودہ سرمایہ دار نظام پر کوئی خاص ضرب لگائے بغیر پورے کئے جاسکتے ہیں۔ یہ تو ذکر تھا پروگرام کی نوعیت کا۔ اس کا مقصد کوئی ملامت نہیں بلکہ اس کے برعکس ہے۔

اس پروگرام کو لے کر پارٹی نے فرانس کے مختلف حصوں میں کسانوں کے درمیان اتنا اچھا کام کیا کہ ہمارے فرانسیسی رفیقو ں نے اس کو اور زیادہ کسانو ں کے مذاق کے مطابق بنایا چاہا کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ اشتہا کھانے کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ بہر حال یہ محسوس کیا گیا کہ راستہ خطرناک ہے۔ عام سوشلسٹ پروگرام کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کئے بغیر کسان کی مدد کیسے کرنی تھی، اس کسان کی نہیں جو آگے چل کر پرولتاری بنے گا بلکہ موجودہ صاحب ملکیت کسان کی؟ اس اعتراض کے ازالے کے لئے نئی عملی تجاویز سے پہلے نظریاتی تمہید کا اضافہ کیا گیا جو یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ سرمایہ دارانہ طریقہ پیداوار کے ہاتھوں چھوٹے کسان کی ملکیت کو بربادی سے بچانا سوشلزم کے اصولوں کے مطابق ہے حالانکہ خود اس کے خالق کو بھی صاف طور پر معلوم ہے کہ یہ بربادی ناگزیر ہے۔ اچھا اب ہم اس تمہید اور خود مطالبات کا زیادہ قریب سے جائزہ لیں گے جو اس سال ستمبر میں نانٹ کی کانگرس نے منظور کئے ہیں۔

تمہید اس طرح سے شروع ہوتی ہے:

''چونکہ پارٹی کے عام پروگرام کی شرائط کے مطابق پیداوار کرنے والے اس حد تک آزاد ہو سکتے ہیں جس حد تک وہ ذرائع پیداوار کے مالک ہوتے ہیں۔

چونکہ صنعت کے شعبے میں یہ پیداوار سرمایہ دارانہ مرکزیت کے اس درجے کو پہنچ گئے ہیں کہ وہ پیداوار کرنے والوں کو صرف اجتماعی یا سماجی شکل میں واپس دئے جاسکتے ہیں لیکن زراعت کے شعبے میں (کم از کم موجودہ فرانس میں) صورت حال بالکل دوسری ہے۔ یہاں ذریعہ پیداوار یعنی زمین بہت سی جگہوں پر ابھی تک انفرادی طور سے پیداوار کرنے والوں کے پاس ان کی انفرادی ملکیت کی حیثیت سے ہے۔

چونکہ یہ صورت حال جو چھوٹی آراضی کی ملکیت کی خصوصیات رکھتی ہے ناگزیر طور پر ختم ہونے والی ہے۔

(est fatalement a bisparaitre) پھر بھی سوشلزم کو اس کے خاتمے کے لئے تعجیل نہ کرنی چاہئے کیونکہ اس کا فریضہ جائداد کو محنت سے الگ کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس تمام پیداوار کے ان دونوں عناصر کو ایک ہی ہاتھ دیگر متحد کرنا ہے۔ ان عناصر کی تفریق محنت کشوں کو ایسی غلامی اور غربت تک لے جاتی ہے کہ وہ پرولتاریہ کی حالت تک پہنچ جاتے ہیں۔

چونکہ ایک طرف سوشلزم کا یہ فرض ہے کہ وہ بڑی بڑی جائدادیں ضبط کر کے جو اس وقت نکھٹو زمینداروں کے پاس ہیں، پھر زرعی پرولتاریہ کی ملکیت میں دے، خواہ اس کی شکل اجتماعی ہو یا سماجی اور دوسری طرف اس کا یہ بھی لازمی فرض ہے کہ وہ ان کسانوں کی ملکیت کی حفاظت کرے جو خود اپنی محنت پر جیتے ہیں اور ان کو سرکاری صیغہ مال، سودخور اور نئے ابھرتے ہوئے بڑے زمینداروں کی دست درازی سے بچائے۔

چونکہ اس تحفظ کو ان پیداوار کرنے والوں کیلئے بھی پیش کرنا مفید ہوگا جو لگان دار یا بٹائی دار (metayers) کی حیثیت سے اس آراضی کی کاشت کرتے ہیں جس کے مالک دوسرے لوگ ہیں اور اگر یہ پیداوار کرنے والے روزانہ اجرتی مزدوروں کا استحصال بھی کرتے ہیں تو وہ ایک حد تک اس کے لئے مجبور ہیں اس استحصال کی وجہ سے جس کے شکار وہ خود ہیں ـــــ

اس لئے مزدور پارٹی نے (جو انارکسٹوں کی طرح سماجی نظام میں تبدیلی کے لئے غربت کے اضافے اور توسیع پر بھروسہ نہیں کرتی بلکہ یہ توقع کرتی ہے کہ محنت اور عام طور پر سماج کی آزادی صرف دیہات اور شہر دونوں کے محنت کشوں کی تنظیم اور مشترکہ کوششوں، ان کے حکومت اور آئین ساز اداروں پر قبضے کے ذریعہ ممکن ہے) مندرجہ ذیل زرعی پروگرام منظور کیا ہے کہ اس طرح دیہی پیداوار کے تمام عناصر، ان تمام پیشوں کو متحد کیا جائے جو مختلف قانونی حقوق کی بنا پر اپنے ملک کی زمین کو استعمال کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے مشترکہ دشمن یعنی زمیندارانہ جاگیردار نظام کے خلاف جدوجہد کریں۔''

آیئے، ذرا ان ''دلیلوں'' کا تفصیلی جائزلیں۔

اول تو فرانسیسی پروگرام کے اس بیان میں کہ پیداوار کرنے والے کی آزادی کی اولین شرط ذرائع پیداوار کی ملکیت ہے اس بیان کا اضافہ کرنا چاہئے جو اس کے فوراً بعد ہے یعنی ذرائع پیداوار کی ملکیت صرف دو شکلوں میں ممکن ہے: یا تو انفرادی ملکیت کی شکل میں جس کا وجود عام طور پر تمام پیدا کرنے والوں کے لئے کبھی اور کہیں نہیں رہا ہے اور جو صنعتی ترقی کی وجہ سے روز بروز ناممکن ہوتا جا رہا ہے، یا پھر اجتماعی ملکیت کی شکل میں جس کی مادی اور ذہنی اولین شرائط خود سرمایہ دار سماج کے ارتقا کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں اسی لئے ذرائع پیداوار کی اجتماعی ملکیت حاصل کرنے کی جدوجہد میں وہ سارے امکانات استعمال کرنا چاہئے جو پرولتاریہ کے لئے ممکن ہے۔

اس طرح ذرائع پیداوار کی اجتماعی ملکیت کو پروگرام میں ایسے واحد اور خاص مقصد کی حیثیت سے پیش کی گیا ہے جس کو حاصل کرنا ہے۔ صرف صنعت میں نہیں، جہاں اس کے لئے زمین تیار کی جا چکی ہے بلکہ عام طور پر یعنی زراعت میں بھی۔ پروگرام کے مطابق انفرادی ملکیت تمام پیداوار کرنے والوں کے لئے عام حیثیت کبھی اور کہیں نہیں رکھتی تھی۔ اسی سبب سے اور اس کے ساتھ ہی اس وجہ سے بھی کہ صنعتی ترقی اس کو بہر نوع ختم کر دیتی ہے سوشلزم انفرادی ملکیت کو برقرار رکھنے سے نہیں بلکہ اس کو ختم کرنے سے دلچسپی رکھتا ہے کیونکہ جہاں بھی اور جس حد تک اس کا وجود ہے یہ اجتماعی ملکیت کو ناممکن بناتی ہے۔ اگر ہم اپنے دعوے کی حمایت میں ایک بار پروگرام کا حوالہ دیتے ہیں تو ہمیں پوار پروگرام پیش کرنا چاہئے جس کی روشنی میں نانٹ کانگرس کی اوپر دی ہوئی دلیلوں میں کافی تبدیلیاں کرنا پڑے گا کیونکہ اس پروگرام میں عام تاریخی حقیقت کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے کہ وہ ایسے حالات کے ماتحت ہے، صرف جس کے تحت وہ مغربی یورپ اور شمالی امریکہ میں حقیقت رہ سکتی ہے۔

ذرائع پیداوار کی انفرادی ملکیت آج کل ان پیداوار کرنے والوں کو حقیقی آزادی نہیں دیتی۔ شہروں میں دستکاری بربادی کا شکار ہو چکی ہے اور لندن جیسے بڑے شہروں میں تو وہ بالکل غائب ہو گئی۔ اس کی جگہ پر بڑے پیمانے کی صنعت، جاں فشاں اور تیز رفتار کام کی تنظیم اور ان کمبخت دھوکا بازوں نے قبضہ جما رکھا ہے جن کے وجود کا ذریعہ ہی دیوالیہ پن کے معاملات ہیں۔ خود کفیل چھوٹے کسان کو نہ تو اپنے چھوتے قطعہ آراضی کی ملکیت ہی پر بھروسہ ہے اور نہ وہ آزاد ہے وہ خود اور اس کا گھر، اس کا صحن، اس کا چھوٹا سا کھیت سبھی سود خور مہاجن کی ملکیت ہوتے ہیں۔ اس کی گذر بسر کا سہارا تو پرولتاریہ سے بھی زیادہ غیر یقینی ہے جس کو کبھی کبھی پرسکون دن بھی نصیب ہوتے ہیں جبکہ قرض کا غلام چھوٹا کسان ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ ضابطہ دیوانی سے دفعہ 2102 نکال دی جائے اور قانون کے ذریعہ کسان کو ایسے زرعی آلات اور مویشی فراہم کئے جائیں جن کو محصولات کے لئے قرق کرنا منع ہو پھر بھی آپ کسان کو ایسی ناگزیر حالات سے نہیں بچا سکتے جس میں اس کو اپنے مویشی ''رضا کارانہ'' بیچنا پڑتے ہیں، جس میں اس کو سود خور کے پاس اپنا جسم و جان سبھی گروی رکھنا پڑتا ہے اور وہ خوش ہوتا ہے کہ اس کو دم لینے کی مہلت مل گئی۔ یہ کوشش کہ آپ چھوٹے کسان کی ملکیت برقرار رکھیں اس کی آزادی کی نہیں بلکہ اس کی غلامی کی مخصوص شکل کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ صرف ایسی صورت حال کو طویل بنا دیتی ہے جس میں کسان نہ تو جیتا ہے اور نہ مرتا ہے اس لئے یہاں آپ کے پروگرام کے پہلے پیرا گراف کا حوالہ آپ کے دعوے کی سند کی حیثیت سے دینا بے جا ہے۔

تمہید میں کہا گیا ہے کہ موجودہ فرانس میں ذرائع پیداوار یعنی زمین بہت زیادہ جگہوں پر ابھی تک الگ الگ پیداوار کرنے والوں کی انفرادی ملکیت میں ہے، کہ گویا سوشلزم کا یہ فریضہ نہیں ہے کہ وہ جائداد کو محنت سے الگ کرے بلکہ اس کے برعکس ہر پیداوار کے ان دونوں عناصر کو ایک ہی ہاتھ میں دے کر متحد کرنا ہے۔ جیسا کہ

پہلے کہا جا چکا ہے موخرالذکر اس عام شکل میں کسی طرح بھی سوشلزم کا فریضہ نہیں ہے۔ اس کا فریضہ صرف یہ ہے کہ وہ ذرائع پیداوار کو اجتماعی ملکیت کی حیثیت سے پیداوار کرنے والوں کی طرف منتقل کردے۔ اس بات کو نظرانداز کرتے ہی مندرجہ بالا بیان ہمیں گمراہی کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گویا سوشلزم کا کام یہ ہے کہ وہ چھوٹے کسان کے کھیتوں کی موجودہ نام نہاد ملکیت کو حقیقی مالکیت میں تبدیل کردے، یعنی چھوٹے لگان دار کو مالک بنادے اور قرض کے شہید مالک کو قرض سے آزاد مالک بنادے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سوشلزم کسان ملکیت کی جھوٹی نشانیوں کو دور کرنے سے دلچسپی رکھتا ہے لیکن اس طریقے سے نہیں۔

بہرحال، معاملہ اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ تمہید براہ راست اس کو سوشلزم کا فرض بلکہ قطعی فرض کہہ سکتی ہے کہ ''وہ ان کسانوں کی ملکیت کی حفاظت کرے جو خود اپنی محنت پر جیتے ہیں اور ان کو سرکاری صیغہ مال، سودخور اور نئے ابھرتے ہوئے بڑے زمینداروں کی دست درازی سے بچائے۔''

اس طرح تمہید نے سوشلزم پر وہ لازمی فرض عائد کیا ہے جس کو اس نے خود پہلے پیراگراف میں ناممکن قرار دیا ہے۔ تمہید سوشلزم کو یہ فرض سونپتی ہے کہ وہ کسانوں کے چھوٹے قطعات آراضی کی ملکیت کی ''حفاظت'' کرے اور ساتھ ہی یہ کہتی ہے کہ اس طرح کی ملکیت ''ناگزیر طور پر ختم ہونے والی'' ہے۔ سرکاری صیغہ مال، سودخور اور نئے ابھرتے ہوئے بڑے زمیندار یہ سب ان آلات کے سوا اور کیا ہیں جن کے ذریعہ سرمایہ دار پیداوار یہ ناگزیر خاتمہ لاتی ہے؟ کسانوں کو ''سوشلزم'' کن ذرائع سے اس تثلیث سے بچائے یہ ہم ذیل میں دیکھیں گے۔

لیکن صرف چھوٹے کسان ہی کی ملکیت بچانے کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی:

''اس تحفظ کو ان پیداوار کرنے والوں کے لئے بھی پیش کرنا مفید ہوگا جو لگان دار یا بٹائی دار (metayers) کی حیثیت سے اس آراضی کی کاشت کرتے ہیں جس کے مالک دوسرے لوگ ہیں اور اگر یہ پیداوار کرنے والے روزانہ اجرتی مزدوروں کا استحصال بھی کرتے ہیں تو وہ ایک حد تک اس کے لئے مجبور ہیں اس استحصال کی وجہ سے جس کے شکار وہ خود ہیں۔''

یہاں ہم ایسے میدان میں آ گئے ہیں جو عجیب ہے۔ سوشلزم اجرتی محنت کے استحصال کے خاص طور سے خلاف ہے۔ اور یہاں اس کو سوشلزم کا لازمی فریضہ قرار دیا جاتا ہے کہ وہ فرانسیسی لگان داروں کا اس وقت تحفظ کرے جب وہ ''روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کا استحصال بھی کریں'' ___ یہی اس عبارت کے الفاظ ہیں! اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک حد تک اس کے لئے مجبور ہیں ''اس استحصال کی وجہ سے جس کے شکار وہ خود ہیں''!

ایک بار پھسلنے کے راستے پر پڑ کر برف گاڑی میں پھسلنا کتنا آسان اور خوشگوار ہوتا ہے! اچھا، اگر بڑے اور متوسط درجے کے جرمن کسان فرانسیسی سوشلسٹوں کے پاس آ کر جرمن پارٹی کی انتظامیہ سے یہ سفارش کرنے کے لئے کہیں کہ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی مرد اور عورت کھیت مزدوروں کا استحصال کرنے میں ان کی حمایت کرے اور اس کے لئے وہ سودخوروں، ٹیکس وصول کرنے والوں، اناج کی سٹہ بازی کرنے والوں اور مویشی بیچنے والوں کے اس ''استحصال کا حوالہ دیں جس کے وہ خود شکار ہیں'' تو فرانسیسی سوشلسٹ بھلا اس کا کیا جواب دیں گے؟ اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہمارے بڑے بڑے زمینداران کے پاس کوئی نواب کانیتز نہ بھیج دیں (کیونکہ اس نے بھی ان کی طرح اناج کی درآمد کی ریاستی اجارے داری کی تجویز پیش کی تھی) اور اسی طرح دیہی مزدوروں کا استحصال کرنے میں سوشلسٹ تحفظ کی فرمائش اس استحصال کا حوالہ دے کر نہ کریں گے جس کے وہ خود اسٹاک ایکسچینج، سٹہ بازوں، سودخوروں اور اناج کے سٹہ بازوں کے ہاتھوں شکار ہیں۔

ہم یہاں پہلے ہی یہ کہہ دیں کہ ہمارے فرانسیسی دوستوں کی نیت ایسی بری نہیں ہے جیسی خیال کی جاسکتی ہے۔ ہم کو بتایا جاتا ہے کہ متذکرہ بالا پیراگراف صرف ایک بہت ہی خاص معاملے کے لئے ہے یعنی شمالی فرانس میں، ہمارے چقندر پیدا کرنے والے ضلعوں کی طرح کسانوں کو اس لازمی پابندی کے ساتھ آراضی لگان پر دی جاتی ہے کہ وہ اس میں چقندر کی ہی کاشت کریں۔ اس کے شرائط بھی بہت سخت ہوتے ہیں ___ کسانوں کو کسی معینہ فیکٹری کو اس کی مقرر کی ہوئی قیمت پر چقندر دینا پڑتا ہے، ان کو مقررہ بیج خریدنا ہوتا ہے اور کھاد کی بھی ایک مقررہ مقدار استعمال کرنی ہوتی ہے اور جب وہ چقندر بیچتے ہیں تو اس کی قیمت ادا کرنے میں ان کو بری طرح دھوکا دیا جاتا ہے۔ ہم جرمنی میں بھی اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ اگر فرانسیسی سوشلسٹ اس قسم کے ہی کسانوں کو اپنی حفاظت میں لینا چاہتے ہیں تو اس کو صاف اور واضح طور پر کہنا چاہئے۔ لیکن یہ پیراگراف اپنی موجودہ غیر محدود اور عام شکل میں نہ صرف فرانسیسی پروگرام کے براہ راست خلاف ہے۔ بلکہ عام طور پر سوشلزم کے بنیادی اصول کے بھی خلاف ہے اور اس کے مصنفوں کو کوئی شکایت نہ ہونا چاہئے اگر لاپروائی سے لکھی ہوئی اس عبارت کو مختلف حلقوں میں بالکل ان کی نیت کے برعکس استعمال کیا جائے۔

اسی طرح کا گمراہ کن مطلب تمہید کے ان آخری الفاظ سے بھی نکل سکتا ہے جن کے مطابق سوشلسٹ مزدور پارٹی کا فریضہ:

''دیہی پیداوار کے تمام عناصر، ان تمام پیشوں کو متحد کرنا ہے جو مختلف قانونی حقوق کی بنیاد پر اپنے ملک کی زمین کو استعمال کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے مشترک دشمن یعنی زمیندارانہ جاگیردار نظام کے خلاف جدوجہد کریں۔''

میں اس کی قطعی تردید کرتا ہوں کہ کسی بھی ملک کی سوشلسٹ مزدور پارٹی کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنی صفوں میں

دیہی پرولتاریہ اور چھوٹے کسانوں کے ساتھ ساتھ بڑے اور اوسط درجے کے کسانوں اور حتیٰ کہ بڑی بڑی جائدادوں کے لگان داروں، سرمایہ دار مویشی پالنے والوں اور ملک کی زمین سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے دوسرے سرمایہ داروں کو لے لے۔ ان سب کے لئے زمیندارانہ جاگیردار نظام مشترک دشمن ہوسکتا ہے۔ بعض سوالوں پر ہم ان کا ساتھ دے سکتے ہیں اور بعض معینہ مقاصد کے لئے ان کے شانہ بشانہ جدوجہد کر سکتے ہیں۔ سماج کے ہر طبقے کے افراد ہماری پارٹی کے ممبر ہوسکتے ہیں لیکن سرمایہ داروں، اوسط درجے کی بورژوازی یا اوسط درجے کے کسانوں کے مفادات رکھنے والے گروپ ہمارے لئے بیکار ہیں۔ یہاں بھی مصنفوں نے اس کے بارے میں سوچا تک نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے وہ تعمیم کے جوش میں بہہ گئے اور ان کو اس پر حیرت نہ ہونا چاہئے اگر ان کے الفاظ کو پکڑا جائے۔

تمہید کے بعد وہ ضمیمے آتے ہیں جن کا خود پروگرام میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں بھی تمہید کی طرح سرسری عبارت ہے۔

اس دفعہ میں جہاں یہ کہا گیا ہے کہ برادریوں کو زرعی مشینیں خرید کر کسانوں کو ان کی لاگت کے حساب سے ہی کرائے پر دینا چاہئے، یہ تبدیلی کی گئی ہے کہ اول تو برادریوں کو اس مقصد کے لئے ریاست سے امدادی رقوم ملنی چاہئیں اور دوسری چھوٹے کسانوں کے استعمال کیلئے یہ مشینیں مفت دینی چاہئیں۔ یہ مزید رعایت شاید ہی چھوٹے کسانوں کے لئے زیادہ سودمندانہ ہوگی جن کے کھیتوں اور طریقہ کاشتکاری کے لئے مشینوں کے استعمال کی بہت کم گنجائش ہے۔

آگے چل کر کہا گیا ہے:

''تمام موجودہ براہ راست اور بالواسطہ ٹیکسوں کی جگہ تین ہزار فرانک اور اس سے زیادہ کی آمدنیوں پر واحد تدریجی ٹیکس لگایا جائے۔''

اسی طرح کا مطالبہ برسوں سے تقریباً ہر سوشل ڈیموکریٹک پروگرام میں رکھا جاتا ہے، لیکن یہ بات نئی ہے کہ ایسا مطالبہ خاص طور پر چھوٹے کسانوں کے مفاد میں کیا جارہا ہے اور صرف یہ ثابت کرتی ہے کہ اس مطالبے کی اصلی اہمیت کو کم سمجھا گیا ہے۔ برطانیہ کو لے لیجئے۔ اس کا ریاستی بجٹ 9 کروڑ پونڈ اسٹرلنگ ہوتا ہے جن میں سے ایک کروڑ 30 لاکھ سے لے کر ایک کروڑ 40 لاکھ تک انکم ٹیکس سے ملتا ہے۔ باقی سات کروڑ ساٹھ لاکھ کا چھوٹا حصہ کاروبار پر ٹیکس (ڈاک، تار اور اسٹامپوں کے محصولات) لگانے سے ملتا ہے لیکن اس کا کہیں زیادہ بڑا حصہ عوامی استعمال کی چیزوں پر ٹیکس لگانے، آبادی کے تمام افراد کی آمدنیوں اور خاص طور سے غریب لوگوں کی آمدنیوں میں سے متواتر ایسی چھوٹی چھوٹی رقمیں کاٹ کر جو نظر میں نہیں آتی ہیں لیکن کروڑوں تک پہنچتی ہیں، حاصل کیا جاتا ہے۔

موجودہ سماج میں ریاستی اخراجات کسی اور طرح چلانا ممکن نہیں ہے۔فرض کر لیجئے کہ برطانیہ میں یہ سارے 9 کروڑ پونڈ 120 پونڈ اسٹرلنگ (3000 فرانک) اور اس سے زیادہ آمدنیوں سے ایک تدریجی براہ راست ٹیکس لگا کر وصول کئے جاتے ہیں۔گفن کے بیان کے مطابق سالانہ اندوختے کا اوسط، ساری قومی دولت میں سالانہ اضافہ 1860 سے 1870 تک 24 کروڑ پونڈ اسٹرلنگ تھا۔آیئے، ہم یہ فرض کر لیں کہ اب یہ تیس کروڑ سالانہ ہے۔ اس طرح 9 کروڑ کے ٹیکس کا بوجھ اندوختہ کی ہوئی رقم کی تقریباً ایک تہائی ہڑپ کر جائے گا۔دوسرے الفاظ میں سوائے سوشلسٹ حکومت کے کوئی دوسری حکومت ایسا اقدام نہیں کر سکتی۔جب سوشلسٹ برسر اقتدار ہوں گے تو ان کو ایسے اقدامات کرنا پڑیں گے جن کے تحت ٹیکس میں ایسی اصلاح کی جائے گی جب ٹیکس عارضی، بالکل معمولی اور کم ہو جائے گا اور چھوٹے کسانوں کے سامنے بالکل نئے امکانات پیدا ہوں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروگرام مرتب کرنے والے خود یہ سمجھتے ہیں کہ ٹیکس کی اس اصلاح کے لئے کسانوں کو دیر تک انتظار کرنا پڑے گا اس لئے ''فی الحال'' (en attendant) ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی:

''ان تمام کسانوں کے لئے ٹیکسوں کا خاتمہ جو خود اپنی محنت پر گذر بسر کرتے ہیں اور تمام گروی قطعات پر ان ٹیکسوں میں کمی۔''

اس مطالبے کا پچھلا حصہ صرف کسانوں کے ایسے زیادہ بڑے فارموں کے لئے ٹھیک ہو سکتا ہے جن کو خود کسان کا خاندان کاشت نہیں کر سکتا۔اس لئے یہ شرط بھی ان کسانوں کے حق میں ہے جو ''روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کا استحصال'' کرتے ہیں۔

آگے چل کر کہا گیا ہے:

''پابندیوں کے بغیر شکار اور ماہی گیری کی آزادی، سوائے ان پابندیوں کے جو شکار اور مچھلیوں اور اگتی ہوئی فصلوں کے تحفظ کے لئے ضروری ہیں۔''

یہ بات تو بہت مناسب معلوم ہوتی ہے لیکن جملے کا آخری حصہ اس کے ابتدائی حصے کا صفایا کر دیتا ہے۔تمام دیہاتوں میں ہر کسان خاندان پر آج بھی خرگوشوں، تیتروں، پاٹک اور کارپ مچھلیوں کی تعداد کتنی ہے؟ کیا ان کی تعداد اتنی بڑی ہے کہ ہر کسان کو سال بھر میں صرف ایک دن بھی آزادی سے شکار اور ماہی گیری کی اجازت دی جا سکے؟

''قانونی اور رائج شرح سود میں کمی''___

یعنی سود خوری کے خلاف نئے قوانین، پولیس کے ان اقدامات پر عمل کرنے کی نئی کوشش جو پچھلے دو ہزار سال کے دوران ہمیشہ ہر جگہ ناکام رہی ہے۔اگر چھوٹے کسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ سود خور کے پاس جانا اس کے لئے

کم مضرت رساں ہو تو سودخور ہمیشہ ایسے راستے ذرائع نکال لیتا ہے جن سے وہ سودخوری کے قوانین کی خلاف ورزی کیئے بغیر کسان کا خون چوس کر اس کو کھوکھلا کر دے۔ ان قدامات سے چھوٹے کسان کو بس سکون مل سکتا ہے لیکن وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ اس کے برعکس اس کو اس طرح انتہائی ضرورت کے وقت قرض حاصل کرنا اور زیادہ دشوار ہو جاتا ہے۔

''مفت طبی خدمات اور لاگت کی قیمت پر دوائیں''___

بہرحال یہ کسانوں کے خاص تحفظ کا اقدام نہیں ہے۔ جرمن پروگرام نے اس سے آگے بڑھ کر یہ مطالبہ کیا ہے کہ دوائیں بھی مفت ہونی چاہئیں۔

''جن لوگوں کو فوجی خدمات کے لئے طلب کیا جاتا ہے، خدمات کے دوران ان کے خاندانوں کے لئے وظیفہ''___

یہ جرمنی اور آسٹریا میں رائج ہے، اگرچہ بہت ہی ناکافی طور پر۔ یہ بھی کسانوں کا کوئی خاص مطالبہ نہیں ہے۔

''کھاد، زرعی مشینوں اور غذائی سامان کی باربرداری کے کرائے میں کمی''___

یہ بنیادطور پر جرمنی میں رائج ہے اور زیادہ تر بڑے زمینداروں کے مفاد میں ہے۔

''اصلاح اراضی اور زرعی پیداوار کی ترقی کے لئے فوری تیاری اور سماجی کام کا منصوبہ مرتب کرنا''___

یہ سب محض غیر واضح اور حسین وعدوں کی دنیا میں محدود رہتا ہے اور مزید برآں یہ بھی بڑے بڑے زمینداروں کے مفاد میں ہے۔

مختصر یہ کہ اس زبردست نظریاتی کوشش کے بعد جس کا اظہار تمہید میں کیا گیا ہے نئے زرعی پروگرام کی عملی تجاویز نے اس بات پر اور زیادہ پردہ ڈال دیا ہے کہ فرانسیسی مزدور پارٹی کس طرح چھوٹے کسانوں کی ملکیت ان کے چھوٹے قطعات پر برقرار رکھ سکتی ہے جن کا، بقول خود اس کے، خاتمہ ناگزیر ہے۔

2

ایک مسئلے میں ہمارے فرانسیسی رفیق بالکل ٹھیک ہیں یعنی فرانس میں کوئی پائدار انقلابی تبدیلی چھوٹے کسان کی مرضی کے خلاف ممکن نہیں ہے۔ صرف مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسانوں کو اپنے زیر اثر لانے کے لئے ٹھیک تدابیر نہیں کر رہے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی سوشلسٹ آج کل آنے والے عام الیکشن میں چھوٹے کسانوں کو اپنی طرف لانے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ حاصل کرنے کی توقع وہ محض بڑے بڑے غیر یقینی وعدوں کے ذریعہ کر سکتے ہیں جن کی وکالت کے لئے وہ اور زیادہ غیر یقینی زبانی خیالات پیش کرنے پر مجبور ہوں گے۔ پھر قریبی جائزے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ بڑے بڑے وعدے خود ایک دوسرے کے متضاد ہیں (ایسی صورت حال کو برقرار رکھنے کا وعدے خود ناگزیر طور پر ختم ہونے والی برقرار ہیں) اور مختلف اقدامات یا تو بالکل بے اثر ہیں (سود کے بارے میں قوانین) یا عام مزدوروں کے مطالبات یا ایسے مطالبات ہیں جو بڑے زمینداروں کے لئے بھی مفید ہیں یا کسی طرح بھی چھوٹے کسانوں کے مفادات کو آگے بڑھانے میں کوئی بڑی اہمیت نہیں رکھتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پروگرام کا براہ راست عملی حصہ خود اپنے غلط ابتدائی حصے کی تصحیح کرتا ہے اور تمہید کی اس بظاہر رعب دار اور بلند بانگ لفاظی کو عملی طور پر بہت ہی بے ضرر اقدامات میں تبدیل کر دیتا ہے۔

ہمیں یہ صاف کہہ دینا چاہئے کہ ان تعصّبات کے پیش نظر جو چھوٹے کسانوں کی پوری معاشی حالت، ان کی پرورش و پرداخت، ان کی دوسروں سے کٹی ہوئی طرز زندگی سے پیدا ہوتے ہیں اور جن کو بورژوا پریس اور بڑے زمیندار ہوا دیتے ہیں، ہم چھوٹے کسانوں کی کثیر تعداد کو صرف ایسے وعدوں سے آج کل اپنی طرف کر سکتے ہیں جن کو ہم خود جانتے ہیں کہ ہم پورا نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں صرف یہی وعدہ نہیں کرنا ہے کہ ہم ان کی ملکیت کو ہر صورت میں ان ساری معاشی طاقتوں سے بچائیں گے جو ان پر چھاپہ ماریں گی بلکہ ان کو ایسے بوجھوں سے بھی نجات دلائیں گے جن سے وہ اس وقت دبے ہوئے ہیں: لگان دار کو آزاد مالک بنا دیں گے اور زمین کے مالک کے رہن کا قرض ادا کر دیں گے جن کے بوجھ سے اس کا دم نکل رہا ہے (4)۔ اگر ہم ایسا کر سکتے تو پھر اسی جگہ پہنچ جاتے جہاں سے موجودہ صورت حال لازمی طور پر نئے سرے سے اپنا سر اٹھاتی۔ ہم کسان کو نجات نہ دلاتے بلکہ صرف اس کو دم لینے کی مہلت دلا دیتے۔

لیکن یہ بات ہمارے مفاد نہیں ہے کہ ہم کسان کو آج تو جیت لیں اور کل اپنا وعدہ پوا نہ کرنے کی وجہ سے اس کو کھو دیں۔ ہمیں اس کسان کی ضرورت پارٹی ممبر کی حیثیت سے نہیں ہے جو ہم سے یہ چاہتا ہو کہ ہم اس کے چھوٹے قطعہ زمین کی ملکیت کو مستقل بنا دیں، ٹھیک اسی طرح جیسے اس چھوٹے دستکار کی ضرورت نہیں ہے جو مالک بننے کا خواہاں ہو۔ ایسے لوگوں کی جگہ سامی دشمنوں ☆ کے یہاں ہے۔ ان کو انہیں کے پاس جا کر اپنی چھوٹی ملکیت بچانے کے وعدے لینا چاہئے۔ جب ان کو وہاں پتہ چلے گا کہ ان چمکتے ہوئے جملوں کا واقعی مطلب کیا ہے اور سامی دشمن آسمانوں سے کیسے کیسے نغموں کا نزول ہوتا ہے تب ان کی سمجھ میں زیادہ سے زیادہ آتا جائے گا کہ ہم لوگ، جو وعدے کم کرتے ہیں اور بچاؤ کی تلاش بالکل مختلف سمتوں میں کرتے ہیں، بہر حال زیادہ معتبر لوگ

ہیں۔ اگر فرانسیسیوں کے یہاں بھی ویسے ہی پرشور سامی دشمن لفاظی ہوتی جیسی کہ ہمارے یہاں ہے تو انہوں نے مشکل سے نانٹ والی غلطی کی ہوتی۔

☆19ویں صدی کی آٹھویں اور نویں دھائی میں سامی دشمن (anti semitic) تحریک نے بڑے سرمائے کے خلاف پیٹی بورژوازی کی تحریک کی شکل اختیار کر لی۔

اچھا، تو اب چھوٹے کسان کی طرف ہمارا رویہ کیا ہے؟ ہم جس دن برسر اقتدار ہوں گے اس سے کیسے نبٹیں گے؟

اول تو فرانسیسی پروگرام میں یہ بالکل ٹھیک کہا گیا ہے کہ ہم چھوٹے کسان کے ناگزیر خاتمے کو پہلے سے ہی دیکھ رہے ہیں لیکن ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم دخل دے کر اس میں تعجیل کریں۔

دوسرے یہ بات بھی صاف ہے کہ جب ہم ریاستی اقتدار حاصل کر لیں گے تو زبردستی چھوٹے کسانوں کو ان کی ملکیت سے محروم کرنے کی (چاہے وہ بامعاوضہ ہو یا بلا معاوضہ) کوشش نہیں کریں گے جیسا کہ ہمیں بڑے زمینداروں کے معاملے میں کرنا ہوگا۔ چھوٹے کسانوں کے تعلق سے ہمارا فریضہ اور تو کسان کی نجی معیشت اور نجی ملکیت کو کوآپریٹیو میں تبدیل کرنا ہے، زبردستی نہیں بلکہ مثال کی ترغیب سے اور اس مقصد کے لئے سماجی امداد پیش کر کے۔ اور اس وقت ہمارے پاس واقعی ایسے کافی وسائل ہوں گے جن سے ہم چھوٹے کسانوں کو مستقبل کے وہ فوائد دکھا سکیں گے جو اس کے لئے آج بھی واضح ہونے چاہئیں۔

تقریباً بیس سال ڈنمارک کے سوشلسٹوں نے جن کے ملک میں واقعی ایک ہی شہر کوپن ہیگن ہے اور اسی لئے ان کو اس شہر کے علاوہ تقریباً صرف کسانوں میں پروپیگنڈا کرنا پڑتا ہے، ایسے منصوبے بنائے تھے۔ کسی گاؤں یا چرچ کے حلقے کے کسانوں کو (ڈنمارک میں بہت سے الگ الگ بڑے نجی فارم ہیں) اپنے سارے قطعات ملا کر ایک بڑا فارم بنایا تھا تاکہ وہ مشترکہ اخراجات سے کاشتکاری کریں اور اس میں لگائی ہوئی زمین، رقم اور محنت کے تناسب سے پیداوار بانٹ لیں۔ ڈنمارک میں چھوٹی زمیندارانہ ملکیت کا رول صرف ثانوی ہے۔ لیکن اگر ہم اس خیال کو چھوٹی ملکیت آراضی والے حلقوں میں عملی جامہ پہنائیں تو ہم یہ دیکھیں گے کہ چھوٹے قطعات کو متحد کر کے بڑے پیمانے پر کاشتکاری کرنے میں مزدوروں کا ایک حصہ بے کار ہو جاتا ہے۔ محنت کی یہ بچت ہی بڑے پیمانے پر کاشتکاری کا ایک بڑا فائدہ ہے ان فاضل مزدوروں کے لئے روزگار دو طریقوں سے مل سکتا ہے___ یا تو اطراف کی جاگیروں سے مزید آراضی لے کر کسانوں کی کوآپریٹیو کو دے دی جائے یا زیر بحث کسانوں کو اس بات کے ذرائع اور مواقع فراہم کئے جائیں کہ وہ ضمنی پیشے کے طور پر حرفت میں سب سے پہلے اور جہاں تک ممکن ہو صرف اپنے فائدے کے لئے کام کر سکیں۔ دونوں صورتوں میں ان کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی مرکزی سماجی

اقتدار کو اتنا ضروری اثر حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ کسانوں کی کوآپریٹیو کی زیادہ اچھی تشکیل کر سکے اور مجموعی طور پر کوآپریٹیو کے اور اس کے انفرادی ممبروں کے حقوق اور فرائض کو پورے سماج کے دوسرے شعبوں کے حقوق اور فرائض کے برابر لا سکے۔ اس کو تفصیلات میں عملی طور پر کیسے کیا جائے گا اس کا انحصار ہر معاملے کی اپنی صورت حال اوران حالات پر ہوگا جن میں ہم سیاسی اقتدار کی باگ ڈور سنبھالیں گے۔ ممکن ہے کہ اس طرح ہم ان کوآپریٹیو اداروں کو مزید سہولتیں دے سکیں مثلاً شرح سود میں انتہائی کمی کے ساتھ قومی بینک ان کے گروی قرضوں کے ذمے داری اپنے اوپر لے، بڑے پیمانے کی پیداوار کے قیام کے لئے سرکاری فنڈ سے قرض (یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پیسے کی شکل میں ہو بلکہ ضروری سامان کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے مثلاً مشینری اور مصنوعی کھاد وغیرہ) اور دوسری سہولتیں دی جائیں۔

سب سے بڑا فریضہ کسانوں کو صاف طور پر سمجھانا ہے کہ ہم ان کے مکانوں اور کھیتوں کو صرف کوآپریٹیو ملکیت میں اور کوآپریٹیو پیداوار میں تبدیل کر کے ہی محفوظ اور برقرار رکھ سکتے ہیں۔ انفرادی کاشتکاری اور انفرادی ملکیت کے حالات ہی ہیں جو کسانوں کو ان کے خاتمے کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ اگر وہ انفرادی کاشتکاری پر اصرار کریں گے تو ان کا اپنے گھر بار سے نکالا جانا اور ان کے پرانے طریقہ پیداوار کی جگہ بڑے پیمانے کی سرمایہ دارانہ پیداوار کا لینا لازمی ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے۔ اب ہم آتے ہیں اور کسانوں کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ خود بڑے پیمانے کی پیداوار رائج کریں، سرمایہ داروں کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے مشترکہ فائدے کے لئے۔ کیا کسانوں کو یہ سمجھانا واقعی مشکل ہوگا کہ یہ خود ان کے مفاد میں ہے، کہ یہی ان کی نجات کا واحد ذریعہ ہے؟

نہ تو اب اور نہ آئندہ کبھی ہم چھوٹے قطعات آراضی رکھنے والے کسانوں سے یہ وعدہ کر سکیں گے کہ ہم ان کی انفرادی معیشت اور انفرادی ملکیت کو سرمایہ دارانہ پیداوار کی برتر طاقت سے بچا سکیں گے۔ ہم صرف ان سے یہ وعدہ کر سکتے ہیں کہ ان کی ملکیت کے تعلقات میں ان کی مرضی کے خلاف مداخلت نہیں کریں گے۔ مزید برآں ہم اس کی حمایت کر سکتے ہیں کہ چھوٹے کسان کے خلاف سرمایہ داروں اور بڑے زمینداروں کی جدوجہد میں اب کم سے کم ناجائز ذرائع استعمال کئے جائیں اور وہ براہ راست لوٹ مار اور بے ایمانی جواب عام طور پر رائج ہے جہاں تک ممکن ہو روکی جائے۔ اس میں ہمیں بہت ہی کم معاملات میں کامیابی ہوگی۔ فروغ پاتے ہوئے سرمایہ دارانہ طریقہ پیداوار کے تحت کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کہاں ایمانداری ختم ہوتی ہے اور بے ایمانی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے ہمیشہ کافی ہوگا کہ آیا حکومت بے ایمان کے ساتھ ہے یا اس کے شکار کے ساتھ۔ ہم تو قطعی طور پر چھوٹے کسان کے ساتھ ہیں ہم لوگ اس کی ہر امکانی کوشش کریں گے کہ اس کی زندگی زیادہ قابل برداشت

ہوجائے اور اگر وہ ایسا طے کرے تو کوآپریٹیو میں آنے میں اس کی مدد کریں گے۔ حتیٰ کہ اس کو کافی وقت اپنے چھوٹے قطعہ آراضی پر قابض رہنے کا موقع دیں گے تاکہ وہ سوچ سمجھ سکے اگر وہ اس کا فیصلہ فوراً نہیں کر پاتا۔ ہم یہ صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ہم اپنی محنت پر گذر بسر کرنے والے چھوٹے کسان کو واقعی اپنا طرفدار سمجھتے ہیں بلکہ اس میں پارٹی کا بھی براہ راست مفاد ہے۔ ان کسانون کی تعداد جتنی ہی زیادہ ہوگی جن کو ہم پرولتاریہ کی صفوں میں واقعی دھکیلے جانے سے بچاسکتے ہیں اور جن کو ابھی کسانوں کی طرح ہم اپنی طرف کھینچ لیں گے، اتنی ہی تیزی اور آسانی کے ساتھ سماجی تبدیلی ہوسکے گی۔ ہمیں اس تبدیلی کا اس وقت تک انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب تک ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ پیداوار ہر طرف اپنی شدید شکلوں میں نہ پھیل جائے، جب تک آخری چھوٹا دستکار اور آخری چھوٹا کسان کے مفاد کے لئے اس مقصد سے کئے جائیں گے وہ سرمایہ دارانہ معاشیات کے نقطہ نظر سے محض پیسے کا اتلاف سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن بہرحال یہ سرمایہ لگانے کا بہترین طریقہ ہے کیونکہ اس طرح عام طور پر سماجی تنظیم نو کی لاگت میں غالباً دس پسندانہ برتاؤ کر سکتے ہیں۔ یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش اور اس مقصد کے لئے ٹھوس تجاویز پیش کرنے کا موقع نہیں ہے۔ یہاں ہم صرف عام اصولوں کے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔

اس طرح پارٹی اور چھوٹے کسان کے ساتھ اس سے کوئی زیادہ بڑی برائی نہیں کر سکتے اگر ہم وعدے کر کے صرف یہ خیال پیدا کر دیں کہ ہم چھوٹے قطعات آراضی کی ملکیت کو مستقل طور پر برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب کسانوں کی نجات کے راستے کو براہ راست روکنا اور پارٹی کو پرشور سامی دشمنی کی سطح تک گرانا ہوگا۔ اس کے برعکس ہماری پارٹی کا یہ فرض ہے کہ وہ کسانوں پر بار بار یہ بات واضح کرے کہ ان کی حالت اس وقت تک انتہائی مایوس کن رہے گی جب تک سرمایہ داری کا بول بالا ہے، کہ ان کے چھوٹے قطعات آراضی کو ان کی ملکیت میں برقرار رکھنا قطعی ناممکن ہے، کہ بڑے پیمانے کی سرمایہ دار پیداوار ان کی چھوٹی پیداوار کے ناکارہ اور فرسودہ طریقے کو اسی طرح یقینی طور پر کچل دے گی جیسے کوئی ریلوے ٹرین کسی ٹھیلے کو کچل دیتی ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا اقدام معاشی ارتقا کے ناگزیر رجحان کے مطابق ہوگا اور یہ ارتقا چھوٹے کسانوں کو ہماری باتیں سمجھانے میں ناکام نہیں رہے گا۔

برسبیل تذکرہ میں اس موضوع کو اپنے اس یقین کا اظہار کئے بغیر ختم نہیں کرسکتا کہ دراصل نانٹ کے پروگرام کے مصنف بھی میرے ہم خیال ہیں۔ یہ سمجھنے کے لئے وہ کافی عقلمند ہیں کہ وہ زمین بھی جو اب چھوٹے قطعات آراضی میں تقسیم ہے لازمی طور پر مشترکہ ملکیت میں آجائے گی۔ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ چھوٹے قطعات آراضی کی ملکیت ختم ہونے والی ہے۔ نیشنل کونسل کی وہ رپورٹ بھی جو لافارگ نے مرتب کی اور نانٹ کی کانگرس میں پیش کی گئی اس خیال سے پوری مطابقت رکھتی ہے۔ یہ جرمن زبان میں اس سال 18 اکتوبر کے

swziademokrat میں برلن سے شائع ہوئی ہے(5)۔ نانٹ کے پروگرام کی عبارت کی متضاد نوعیت ہی اس بات کا پردہ فاش کرتی ہے کہ مصنفوں نے جو کچھ کہا ہے دراصل وہ نہیں ہے جسے وہ کہنا چاہتے تھے۔ اگر ان کو نہ سمجھا جائے اور ان کے بیانات کا ناجائز استعمال کیا جائے جو حقیقت میں ہو چکا ہے تو یہ صریحی طور پر خود ان کا قصور ہے۔ بہر حال ان کو اپنے پروگرام کی زیادہ وضاحت کرنی چاہئے اور آئندہ ہونے والی فرانسیسی کانگرس کو اس پر بنیادی طور سے نظر ثانی کرنا چاہئے۔

اب ہم زیادہ بڑے کسان کو لیتے ہیں۔ یہاں ہم، وراثت کی تقسیم، قرض اور مجبوراً زمین کی فروخت کی وجہ سے نیچ کے مدارج کا ایک نوع بنوع نمونہ پاتے ہیں ــــ چھوٹی ملکیت والے کسان سے لے کر بڑے مالک کسان تک جس نے اپنی پرانی وراثت کو برقرار رکھا ہے بلکہ اس میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ جہاں اوسط درجے کا کسان چھوٹی ملکیت والے کسانوں کے درمیان رہتا ہے وہاں اس کے مفادات اور خیالات چھوٹے کسانوں سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہیں۔ وہ خود اپنے تجربے سے جانتا ہے کہ اس کی قسم کے کتنے کسان چھوٹے کسان کی سطح تک گر چکے ہیں۔ لیکن جہاں متوسط درجے کے اور بڑے کسان حاوی ہیں اور جہاں فارم کے کام کے لئے عام طور پر مرد اور عورت نوکروں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں معاملہ بالکل دوسرا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مزدور پارٹی کو سب سے پہلے اجرتی مزدوروں یعنی مرد اور عورت نوکروں اور روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے لئے لڑنا چاہئے۔ اس لئے یہ بلاشبہ ممنوع ہے کہ کسانوں سے ایسے وعدے کئے جائیں جن کا نتیجہ مزدوروں کی اجرتی غلامی ہو۔ لیکن جب تک اوسط درجے کے اور بڑے کسانوں کو وجود رہے گا اس وقت تک ان کا کام اجرتی مزدوروں کے بغیر نہیں چل سکتا۔ یہ ہماری قطعی حماقت ہوگی اگر ہم چھوٹے کسان کو یہ امید دلائیں کہ وہ ہمیشہ اپنے قطعہ آراضی پر قابض رہے گا اور اگر ہم یہی وعدہ بڑے اور اوسط درجے کے کسانوں سے کرلیں تو یہ صاف غداری ہوگی۔

یہاں پھر شہروں کے دستکاری جیسا معاملہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ کسانون کے مقابلے میں زیادہ خراب حال ہیں لیکن ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو شاگردوں کے علاوہ اجرت پر کام کرنے والے رکھتے ہیں یا پھر شاگرد ہی ان کے لئے اجرت پر کام کرتے ہیں۔ ان حرفتی دستکاروں کو جو اس طرح اپنے وجود کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں سامی دشمنوں سے مل جل کر اس وقت تک رہنا چاہئے جب کہ ان کو خود اس کا یقین نہ ہو جائے کہ ان کو وہاں سے بھی کوئی مدد نہ ملے گی۔ باقی لوگ جنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ان کے طریقہ پیداوار کا خاتمہ ناگزیر ہے وہ ہماری طرف آرہے ہیں اور مزید برآں وہ اس تقدیر میں بھی حصہ دار بننے کے لئے تیار ہیں جو تمام دوسرے مزدوروں کی مستقبل میں بھی ہوگی۔ یہی صورت بڑے اور اوسط درجے کے کسانوں کی بھی ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہمیں خود ان کے مقابلے میں ان کے مرد اور عورت نوکروں اور روزانہ اجرت پر کام کرنے والون سے زیادہ دلچسپی ہے۔ اگر یہ کسان

چاہتے ہیں کہ ہم ان کے فارموں کے آئندہ وجود کی ضمانت دیں تو ہم یہ کسی طرح بھی نہیں کر سکتے۔ اس صورت میں ان کو سامی دشمنوں، کسان یونین کے ممبروں اور اسی طرح کی پارٹیوں میں جانا چاہئے جو ہر طرح کے وعدے تو بخوشی کر لیتے ہیں لیکن پورا کوئی بھی نہیں کرتے۔ ہمیں یہ معاشی حقیقت معلوم ہے کہ بڑے اور اوسط درجے کے کسان بھی اسی طرح سرمایہ دارانہ پیداوار اور سمندر پار کے سستے اناج کے مقابلے کے شکار ہو جائیں گے جیسا کہ ان کے بڑھتے ہوئے قرضوں اور ہر جگہ ان کی بڑھتی ہوئی خراب حالی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ہم اس خراب حالی کو دور کرنے کے لئے سوائے اس کے کچھ اور نہیں کر سکتے کہ یہاں بھی ہم ان کے فارموں کو ملا کر کوآپریٹیو ادارے بنانے کی سفارش کریں جن میں اجرتی محنت کا استحصال زیادہ سے زیادہ ختم ہوتا جائے گا اور جن کو رفتہ رفتہ پیداوار کرنے والی بڑی قومی کوآپریٹیو انجمنوں کی شاخوں میں تبدیل کیا جا سکے گا جن میں ہر شاخ کے مساوی حقوق اور فرائض ہوں گے۔ اگر کسان یہ سمجھ لیں کہ ان کے موجودہ طریقہ پیداوار کا خاتمہ ناگزیر ہے اور اس سے ضروری نتائج اخذ کر لیں تو وہ ہمارے پاس آئیں گے۔ اور یہ ہمارا فرض ہوگا کہ ہم ان کو نئے طریقہ پیداوار کی طرف آنے کے لئے اپنے امکان بھر سہولتیں فراہم کریں۔ ورنہ ہم کو انہیں ان کی قسمت پر چھوڑ کر ان کے اجرتی مزدوروں کی طرف توجہ کرنی پڑے گی جن میں ہمیں اپنے ہمدرد ضرور مل جائیں گے۔ غالباً یہاں بھی ہم زبردستی ملکیت ضبط کرنے سے پرہیز کریں لیکن بہر حال ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ معاشی ارتقا ان کوڑ دماغ لوگوں کو بھی ہوش مند بنا دے گا۔

بڑی بڑی زمینداریوں کا معاملہ سب سے سیدھا سادہ ہے۔ یہاں ہم کھلی ہوئی سرمایہ دارانہ پیداوار سے دوچار ہیں اور اسی لئے ہمارے واسطے کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہے۔ یہاں ہمارے سامنے کثیر تعداد میں دیہی پرولتاریہ ہے اور ہمارا فریضہ صاف ہے ہماری پارٹی کو سیاسی اقتدار حاصل کرتے ہی بڑے بڑے زمینداروں کی ملکیتیں اسی طرح ضبط کرنا ہے جس طرح صنعت میں کارخانے داروں کی ملکیتیں۔ آیا یہ ضبطی بامعاوضہ ہوگی یا نہیں اس کا انحصار بڑی حد تک ہم پر نہیں بلکہ ان حالات پر ہوگا جن میں ہم اقتدار حاصل کریں گے اور خصوصاً ان حضرات یعنی بڑے زمینداروں کے اپنے رویے پر۔ بہر حال ہم معاوضے کو کسی طرح بھی قطعی ممنوع نہیں خیال کرتے۔ مارکس نے مجھ سے اکثر کہا کہ ان کی رائے میں اگر ہم اس سارے گروہ کو خرید سکیں تو گویا بہت سستے چھوٹ جائیں گے۔ لیکن یہاں ہمارا تعلق اس بات سے نہیں ہے۔ اس طرح جو بڑی بڑی جاگیریں سماج کو واپس ملیں گی وہ ان دیہی مزدوروں کو دے دی جائیں گی جن کی کاشت میں وہ اس وقت بھی مصروف ہیں اور ان کو کوآپریٹیو اداروں میں منظم کر دیا جائے گا۔ یہ جاگیریں ان کو استعمال اور فائدے کے لئے سماج کے کنٹرول میں دی جائیں گی۔ ابھی تک ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ان کو کن شرائط پر دی جائیں گی۔ بہر حال سرمایہ دار معیشت کی سماجی

معیشت میں تبدیلی کی تیاری یہاں مکمل طور پر ہوگئی ہے اوراس کو ایسے کارخانوں میں جیسے مسٹر کروپ یا مسٹر فون اشتوم کے ہیں فوراً عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ ان زرعی کوآپریٹو اداروں کی مثال ایسے چھوٹے ملکیت والے آخری باقی کسانوں کے لئے بھی بڑے پیمانے کی کوآپریٹو پیداوار کے فوائد کی یقین دہانی کا باعث ہوگی۔

اس طرح ہم دیہی پرولتاریہ کے لئے ویسے ہی روشن امکانات پیش کرسکتے ہیں جیسے کہ صنعتی مزدوروں کے لئے اوراسی لئے دریائے ایلبے کے مشرقی کنارے پر واقع پروشیا میں زرعی مزدوروں کو اپنی طرف لانا ہمارے لئے محض وقت کی بات ہے اور وہ بھی بہت ہی مختصر وقت کی۔ اور جب مشرقی ایلبے کے زرعی مزدور ہمارے ساتھ ہوں گے تو فوراً ہی پورے جرمنی میں ہوا بدل جائے گی۔ درحقیقت مشرقی ایلبے کے زرعی مزدوروں کی نیم غلامی کی حالت ہی پرویشا یونکروں (6) کے تسلط کی خاص بنیاد ہے اوراس کے ساتھ ہی جرمنی پر پروشیا کے تسلط کی بھی۔ مشرقی ایلبے کے یونکر جو زیادہ سے زیادہ قرضوں، غربت، ریاست اور منفرد لوگوں کی محتاجی میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں اوراسی باعث اپنے تسلط سے پوری قوت کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں، وہ نوکر شاہی اور فوجی افسروں کے گروہوں کی مخصوص پروشیائی نوعیت کے خالق اور برقرار رکھنے والے ہیں۔ یونکروں کی نخوت، تنگ نظری اور غرور نے پروشیائی قوم کی جرمن سلطنت (7) کے لئے اس کی شاندار فتوحات کے باوجود ملک کے اندر نفرت پیدا کردی ہے (اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے بھی کہ فی الحال یہ سلطنت قومی اتحاد کی واحد صورت کی حیثیت سے ناگزیر ہے) اور بیرون ملک بھی اس کی عزت بہت کم ہے۔ ان یونکروں کے تسلط کی بنیاد اس بات پر ہے کہ سات پرانے پروشیائی صوبوں کے متحد و متصل علاقے میں (جو جرمن سلطنت کے پورے علاقے کا تقریباً ایک تہائی ہے) ان کی زمیندارانہ ملکیت پھیلی ہوئی ہے جس کی حمایت سماجی اور سیاسی اقتدار کرتا ہے۔ اور یہاں نہ صرف ان کی زمیندارانہ ملکیت پھیلی ہوئی ہے بلکہ اپنے شکر اور شراب بنانے والے کارخانوں کے ذریعے وہ اس علاقے کی انتہائی اہم صنعتوں کے بھی مالک ہیں، باقی جرمنی کے نہ تو بڑے بڑے زمیندار اور نہ بڑے صنعت کار اتنی اچھی پوزیشن میں ہیں۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی ایسی متحد و متصل سلطنت نہیں رکھتا۔ دونوں وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں اور معاشی اور سیاسی برتری کے لئے آپس میں اور دوسرے سماجی عناصر سے بھی مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن پروشیائی یونکروں کے تسلط کی یہ معاشی بنیاد متواتر ختم ہوتی جا رہی ہے۔ یہاں بھی قرضوں کا بار اور مالی خراب حالی تمام ریاستی امداد کے باوجود (فریڈرک دوم کے زمانے سے یہ ہر یونکر کے بجٹ میں باقاعدہ شامل ہوتی ہے) ناگزیر طور پر پھیلتے جا رہے ہیں۔

تشریحی نوٹ

1۔ اینگلز کی تصنیف ''فرانس اور جرمنی میں کسانوں کا سوال'' زرعی سوال پر بہت ہی اہم مارکسی دستاویز ہے۔ اینگلز کی اس تصنیف کا فوری سبب فولمار اور دوسرے موقع پرستوں کی یہ کوشش تھی کہ وہ جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی 1894 کی فرینکفرٹ کانگرس میں زرعی پرگرام کے مسودے پر بحث مباحثے سے غلط فائدہ اٹھا کر امیر کسانوں کے رفتہ رفتہ سوشلزم میں تبدیل ہونے کا مارکس ازم دشمن ''نظریہ'' رائج کر سکیں۔ اینگلز نے اس کو ان غلطیوں کی تصحیح کے لئے بھی لکھا جو فرانسیسی سوشلسٹوں نے کی تھیں اور مارکس ازم سے ہٹ کر اپنے اس زرعی پروگرام میں جو 1892 میں انہوں نے مارسیلز میں منظور کیا تھا اور جس کا تکملہ نائٹ میں 1894 میں کیا گیا تھا، موقع پرستوں کو چھوٹ دی تھی۔

نکتہ چینی کے ساتھ ساتھ اینگلز نے اس تصنیف میں کسانوں کے مختلف گروپوں کے تعلق سے پرولتاری پالیسی کے انقلابی اصول پر روشنی ڈالی اور مزدور طبقے اور محنت کش کسانوں کے درمیان اتحاد کے خیال کی وضاحت کی۔

2۔ یہاں 2 دسمبر 1852 سے 4 نومبر 1870 تک کے زمانے کا ذکر ہے جس کا تعلق شہنشاہ نپولین سوم کے دور حکومت سے تھا۔

3۔ مارسیلز میں فرانسیسی مزدور پارٹی کی دسویں کانگرس 24 سے 28 ستمبر تک ہوئی۔ اس نے پارٹی کی صورت حال، یوم مئی منانے، 1893 میں زوریچ کی بین الاقوامی سوشلسٹ مزدور کانگرس اور آنے والے پارلیمانی انتخابات میں شرکت وغیرہ کے سوالوں پر غور کیا۔

کانگرس کے ایجنڈے میں دیہات میں پارٹی کے کام کے مسئلے کو بڑی اہمیت دی گئی کیونکہ پورے ملک میں کسانوں کی تحریک بڑی تیزی سے بڑھی تھی اور پارٹی یہ چاہتی تھی کہ وہ پارلیمانی انتخابات میں کسانوں کی حمایت حاصل کرے۔ کانگرس نے جو زرعی پروگرام منظور کیا اس میں اس نے دیہی مزدوروں اور چھوٹے کسانوں کے مفاد مین کئی ٹھوس مانگیں رکھیں۔ بہر حال یہ پروگرام بعض پہلوؤں سے سوشلزم کے اصولوں سے ہٹا ہوا تھا اور اس میں پیٹی بورژوا یوٹوپیائی رجحان اور دیہی آبادی کے امیر پرتوں کو کچھ رعائتیں دی گئی تھیں۔ یہ غلطیاں جو موقع پرست اثرات کا اظہار کرتی تھیں اس پروگرام کی تمہید اور ضمیموں میں اور زیادہ سامنے آگئیں جو نائٹ کی کانگرس میں منظور کئے گئے۔

4۔ یہاں مراد ہے جائداد غیر منقولہ کے رہن کے رواج سے۔

5۔swzialdemocrat (سوشل ڈیموکریٹ)۔ جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹ پارٹی کا ہفتہ وار جو برلن سے 1890-94 میں نکلتا تھا۔

لافارگ کی رپورٹ ''کسانوں کی جائداد اور معاشی ترقی'' جس کا ذکر اینگلز نے کیا ہے اسی ہفتہ وار کے ضمیمے میں 18 اکتوبر 1894 کو شائع ہوئی تھی۔

6۔ یونکر۔ محدود معنوں میں اس لفظ کا مطلب ہے مشرقی پروشیا کے صاحب جائداد شرفا، عام طور سے یہ لفظ جرمن زمین داروں کے طبقے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

7۔ ''پروشیائی قوم کی جرمن سلطنت'' کے بارے میں کہہ کہ اینگلز قرن وسطیٰ کی جرمن قوم کی مقدس سلطنت کا ذکر کرتے ہیں اور اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جرمنی کے اتحاد یعنی 1871 میں فرانس پر فتح کے نتیجے میں جرمن سلطنت کی تشکیل پروشیا کی بالادستی سے ہوئی اور ساتھ ہی تمام جرمن علاقوں پر پروشیائی اثر ڈالا گیا۔

اس کتاب کو مارکسسٹس انٹرنیٹ آرکائیو marxists.org کے اردو سیکشن کے لیے ابن حسن نے ترتیب دیا۔

کمپوزنگ: رضیہ سلطانہ

اپنی رائے اور تجاویز کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

hasan@marxists.org